



سوال

(26) دعوت حق کے لیے مناظرہ کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَنَا زَعِيمٌ بِنَبِيٍّ فِي رَيْضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُخْتًا"

"میں اس جنت کے گرد و نواح میں اس آدمی کے لیے گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو بحث و جدال چھوڑ دے اگرچہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حسن خلق: 4800 و سندہ حسن)

جب سے یہ حدیث پڑھی ہے ذہن بہت اُجھ گیا، میرے سارے کلاس فیلو حنفی ہیں ان سے بڑی گرامر بحثیں ہوتی ہیں اور میں ہمیشہ قرآن و حدیث کے دلائل سے ان کو جواب کر دیتا ہوں مگر جب سے میں نے یہ حدیث ان کو سنائی ہے وہ میرے پیچھے پڑ گئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث تیرے جیسے بندے کے لیے کہی ہے۔ کیوں کہ تو بحثیں بہت کرتا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ اگر ایک شخص شرک و بدعت کی تبلیغ کر رہا ہے تو اس پر حق واضح کر دینا چاہیے اور ظاہری بات ہے کہ بحث تو ہوگی ایک دو باتوں سے تو وہ مطمئن نہ ہوگا۔ اور قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَجَادِلْهُمْ بَاتِّبِي هِيَ أَحْسَنُ"

"اور ان سے احسن طریقے سے بحث و جدال کیجئے"

اس لیے اگر ایک شخص قرآن و حدیث کو توڑ موڑ کر پیش کرتا ہے اور شریک و بدعت کی توثیق میں ان کی من مانی تاویلات کرتا ہے تو اس پر دلائل کے ذریعے سے بحث کر کے اتمام حجت کر دینی چاہیے۔ اور پھر علماء کا اختلافی مسائل پر بحث کرنا کس ضمن میں آتا ہے۔ بس آپ ذرا مجھے سمجھائیں۔ (حافظ عاتف منظور، فتح ثناؤن اوکاڑہ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد!

لغت میں "المراء" کا مطلب ہے: "جھگڑا، کٹ جتنی، بحث" (القاموس الوجدید ص 1546)



علامہ ابن الاثیر (متوفی 606ھ) لکھتے ہیں :

"المراء: الجدل والتمازي والمارة: الجادلة على مذهب الشك والريية"

مراء جھکڑے کو کہتے ہیں اور تازی، مارة کا معنی یہ ہے کہ شک و شبہ کی بنیاد پر جھکڑا کیا جائے۔ (النهاية في غريب الحديث ج 4 ص 322)

معلوم ہوا کہ حدیث مذکور میں احکام و اختلافی مسائل پر دعوت و تحقیق کے لیے بحث و مباحثہ مراد نہیں ہے، علامہ ابن الاثیر مزید لکھتے ہیں :

"وقيل إنما جاء بذاني الجدل والمراء في الآيات التي فيها ذكر القدر ونحوه من المعاني على مذهب أهل الكلام وأصحاب الأئمة والآراء دون ما تضمنته من الأحكام وأبواب الحلال والحرام فإن ذلك قد جرى بين الصحابة فمن بعدهم من العلماء وذلك فيما يكون الغرض منه والباعث عليه ظهور الحق ليتبع دون الغلبة والتعجيز"

"اور کہا گیا ہے کہ اس حدیث (لامتروا في القرآن الخ) سے مراد، تقدیر وغیرہ کے مسائل میں آیات کریمہ میں، اہل کلام، اہل بدعت اور اہل رائے کی طرح جھگڑا کرنا ہے۔ اس سے احکام اور حلال و حرام والے مباحث مراد نہیں ہیں کیونکہ یہ بحثیں (اور مناظرے) تو صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اور بعد والے علماء کے درمیان ہوتے ہیں، ان کی غرض وغایت یہ تھی کہ حق واضح ہو جائے تاکہ حق کی اتباع کی جائے، ان سے مخالفت پر مجر و غلبہ یا عاجز کرنا مراد نہیں تھا۔ واللہ اعلم۔ (النهاية 4/322)

"وجادو لهم بالتي هي أحسن"

"اور ان سے احسن طریقے سے بحث و جدال کیجئے" (النحل: 125) جائز مناظرے کے جواز کی دلیل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :

"بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً"

"مجھ سے (دین لے کر) لوگوں تک پہنچا دو چاہے ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ (صحیح البخاری: 3461)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ایک ایک کافر سے مناظرہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ (سورة البقرة: 258)

مستدرک الحاکم (594، 2/593 ح 4157) میں نجران کے عیسائیوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث و مباحثہ مذکور ہے۔ (وصحیح الحاکم علی شرط مسلم ووافقه الذہبی)

صحیح بخاری میں ایک فقہی مسئلے پر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مناظرہ موجود ہے۔ (345، 346)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوارج سے مناظرہ کرنا ثابت ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی 8، 179 وسندہ حسن)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"فكل من لم ينظر أهل الإجماع والبدع مناظرة تقطع دابرهم لم يكن أعطي الإسلام حق، ولا وفي بموجب العلم والإيمان، ولا حصل بكلامه شفاء الصدور، وطمانينة النفوس، ولا آفاد كلامه العلم واليقين"

"پس ہر شخص جو ملحدین و بدعتیوں سے (عالم ہونے کے باوجود) بنیاد کاٹ دینے والا مناظرہ نہ کرے تو اس نے اسلام کا حق ادا نہیں کیا اور نہ علم و ایمان کا تقاضا پورا کیا ہے۔ اس کے کلام سے دلوں کی شفا اور اطمینان حاصل نہیں ہوتا اور نہ اس کا کلام علم و یقین کا فائدہ دیتا ہے۔ (درء تعارض العقل والحق ج 1 ص 357)



معلوم ہوا کہ اہل باطل اور لاعلم لوگوں کو کتاب و سنت کے دلائل سنا کر حق واضح کرنا دین کی بہت بڑی خدمت ہے (6-2-2005ء) (الحديث: 10)

هَذَا مَا عِنْدِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

فتاویٰ علمیہ

جلد 1 - کتاب العقائد - صفحہ 108

محدث فتویٰ